مجمع الزوائدومنبع الفوائد للهيثمي: دلائل، شمائل وخصائص کا منہج واسلوب

مدثر اقبال*

قاضی فرقان احمد**

تاریخ اسلامی کے محسنین میں محدثین کو انتہائی اہمیت حاصل ہے۔ان کی کوششوں اور کاوشوں سے قرآن کریم کے اختصارات کی وہ تفصیلات جو رسول اللہ ﷺ نے اپنی زبان اطہر سے صحابہ کرام کو بیان کی تھیں، امت تک پہنچ پائیں۔ محدثین کی یہ کوششیں رسول اللہ ﷺ کے محض اقوال تک ہی محدود نہ تھیں بلکہ آپ ﷺ کی سیرت مطہرہ سے امت کو واقف کروانے کا بیڑہ بھی انہی پاکیزہ ہستیوں نے اٹھایا تھا۔ آپ ﷺ کی سیرت کے علاوہ آپ ﷺ کے شمائل، خصائل اور آپ کی نبوت کے دلائل کو کتب حدیث میں درج کرکے محدثین نے آپ ﷺ سے اپنی محبت کا تقاضہ پورا کیا۔

حدیث کی تمام کتب میں سیرت نبویہ کو مختلف ابواب میں بیان کیا گیا ہے۔ مصنفین ان کتب سے رہنمائی لے کر امت کے دلوں کو اسوہ حسنہ کی کلاکاریوں کے پھولوں کی مہک سے معطر کرتے ہیں۔ یوں تو احادیث کی تمام کتب ہی گوشۂ سیرت کے پھولوں سے لبریز ہیں مگر جو مقام آٹھویں صدی ہجری کے عظیم محدث ابو الحسن نور الدین علی بن ابی بکر بن سلیمان الہیثمی (المتوفی: ۸۰۷ھ) کی کتاب "مجمع الزوائد ومنبع الفوائد" کو حاصل ہے وہ کسی اور کتاب کے مقدر میں نہیں آسکا۔

کتاب "مجمع الزوائد ومنبع الفوائد" زوائد حدیث کے موضوع پر لکھی گئی ہے۔ جیسا کہ کتب حدیث کی تدوین مخصوص مقاصد کو پیش نظر رکھ کر کی جاتی رہی ہے۔ مثلاً "الجامع" کے عنوان کے تحت تمام موضوعات سے احادیث لانا ہوتا ہے۔ اس میں مقصد اصلی زندگی کے تمام پہلوؤں کا "احاطہ" ہوتا ہے۔ (۱) مثلاً امام بخاری (المتوفی: ۲۵۶ھ) کی تصنیف "الجامع" ہے۔ امام بخاری نے اس میں تمام ابواب قائم کیے ہیں جیسا کہ عقائد، عبادات، معاملات، جہاد، مناقب وغیرہ۔ الجامع کے عنوان کے تحت امام بخاری کا مقصد اصلی موضوعات کا احاطہ تھا نہ کہ ذخیرہ حدیث میں سے صحیح احادیث کو الگ کرنا۔ چنانچہ امام بخاری اپنی مخصوص شرائط کے تحت متعلقہ ابواب میں احادیث پیش کرتے چلے جاتے ہیں لیکن ایسے میں فطری طور پر احادیث کا ایک بڑا ذخیرہ ایسا ہوتا ہے جس میں کسی مفید لفظ کا اضافہ ہوتا ہے یا اسی حدیث کو کوئی دوسرا صحابی روایت کر رہا ہوتا ہے اور باوجود اس حدیث کے شرائط بخاری میں سے ہونے کے وہ حدیث متعلقہ کتاب میں جگہ نہیں بنا پاتی۔ اسی طرح کثیر تعداد میں ایسی احادیث بھی ہوتی ہیں جو مصنف کے معیار پر پورا نہ اترنے کی وجہ سے کتاب میں شامل نہیں ہوتیں مگر ایسی احادیث کو شامل کیے بغیر متعلقہ موضوع کے تمام پہلو سامنے نہیں آپاتے۔ چنانچہ ایسی احادیث زاوائد کہلاتی ہیں۔

فن زوائد حدیث کی تعریف ڈاکٹر خلدون الاحدب نے ان الفاظ سے کی ہے: " علم يتناول إفراد الأحاديث الزائدة في مصنف رويت فيه الأحاديث بأسانيد مؤلفه، على أحاديث كتب الأصول الستة أو بعضها، من حديث بتمامه لايوجد في الكتب المزيد عليها، أو هو فيها عن صحابي آخر، أو من حديث شارك فيه أصحاب الكتب

* پی ایچ ڈی سکالر شعبہ علوم اسلامیہ، جامعہ پنجاب لاہور، پاکستان۔

** اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، یونیورسٹی آف گجرات، گجرات، پاکستان۔

المزيد عليها أو بعضهم، وفيه زيادة مؤثرة عنده" (۲)

زوائد ایسا علم ہے جس میں صحاح ستہ میں سے تمام یا بعض کے ایسے منفرد زوائد کو لیا جاتا ہے جس کا مکمل متن کتب مزید علیہ میں موجود نہیں ہوتا، یا وہ حدیث کسی دوسرے صحابی سے مروی ہوتی ہے۔ یا اس میں کوئی مؤثر زیادتی موجود ہوتی ہے۔

جب کہ عصر جدید کے محقق ڈاکٹر عبد السلام محمد علوش علم زوائد کی تعریف میں لکھتے ہیں: الحديث الذي في لفظه زيادة أو نقص، أو اختلاف مفيد، أو المروي عن صحابي آخر ایسی حدیث جس کے الفاظ میں کوئی زیادتی یا کمی ہو، یا کوئی مفید اختلاف ہو، یا حدیث کسی دوسرے صحابی سے مروی ہو حدیث زائدہ کہلاتی ہے۔ (۳)

فن زوائد حدیث میں امام الہیثمیؒ "امام" کی حیثیت رکھتے ہیں۔ جیسا کہ حافظ برہان الدین سبط ابن العجمی (المتوفی: ۸۷۱ھ) الہیثمی کا تعارف کرواتے ہوئے لکھتے ہیں: مصر کے حفاظ الحدیث چار شخصیات ہیں۔ جس میں سے امام الہیثمیؒ کی شہرت علم زوائد حدیث میں ہے۔ (۴) ۔آپ نے فن زوائد الحدیث میں درج ذیل پانچ کتب لکھی ہیں:

- غاية المقصد فی زوائد المسند
- كشف الاستار عن زوائد البزار
- المقصد العلي في زوائد ابي يعلى الموصلي
- البدر المنير فی زوائد المعجم الكبير
- مجمع البحرين فی زوائد المعجمين (الصغير ،الاوسط)

فن زوائد الحدیث میں لکھی گئی کتب میں سے سب سے اہم کتاب بھی آپ ہی کی "مجمع الزوائد ومنبع الفوائد" ہے۔ جو کہ ان کی پہلی پانچ کتب کا مجموعہ ہے۔ جو انہوں نے اپنے استاد شیخ امام زین الدین العراقیؒ (المتوفی: ۸۰۶ھ) کے حکم پر لکھی اور انہی کے حکم کی تعمیل میں طوالت سے بچنے کے لیے اسناد کو حذف کر دیا۔ (۵) چنانچہ یہ کتاب دس ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے جس میں احادیث کی تعداد ۱۸۷۷۶ ہے۔ (۶) جمع و ترتیب کے حوالے سے اس کتاب کو کتب صحاح ستہ کے بعد اہم مقام حاصل ہے۔

چنانچہ علامہ کتانی (المتوفی: ۱۳۴۵ھ) اسے ان الفاظ میں خراج عقیدت پیش کرتے ہیں: وهو من أنفع كتب الحديث بل لم يوجد مثله كتاب ولا صنف نظيره في هذا الباب(۷)

کتب حدیث میں سے سب سے نفع بخش کتاب ہے۔ بلکہ اس جیسی کتاب موجود ہی نہیں اور نہ ہی اس کی مثل کوئی کتاب لکھی گئی ہے۔

کتاب "مجمع الزوائد ومنبع الفوائد" میں جمع زوائد کے حوالے سے ایک دلچسپ صورت پیدا ہو گئی۔ کتب حدیث میں سے اس کتاب میں سیرت النبی ﷺ سے متعلق بھی ایک بڑا ذخیرہ جمع ہو گیا۔ جس میں بجائے خود امام الہیثمیؒ کی رسول اللہ ﷺ سے انتہائی محبت کا عمل دخل زیادہ اہم ہے۔ چنانچہ اگر ذخیرہ حدیث میں غور کیا جائے تو کتب حدیث کی قسم "الجامع" میں مصنفین فقہی ترتیب اختیار کرتے ہیں۔ کتاب الایمان سے شروع کرتے ہوئے اختتام مناقب، توحید اور قیامت وغیرہ پر کرتے ہیں۔ ان کتب میں رسول اللہ ﷺ کی سیرت قدرے نمایاں ہو کر دو عنوانات سے سامنے آتی ہے:

اول: کتاب الجہاد

دوم: کتاب المغازی والسیر

مگر یہاں بھی اہم بات یہ ہوتی ہے کہ احکام جہاد اور قصص مغازی موضوع کا احاطہ کیے رہتے ہیں۔ ان کتب میں رسول اللہ ﷺ کی سیرت کے حوالے سے نمایاں کتب یا ابواب موجود نہیں ہیں۔ مجمع الزوائد و منبع الفوائد میں امام الہیثمیؒ نے "الجامع" کی ترتیب اختیار کرتے ہوئے ۴۴ عنوانات قائم کیے ہیں جن کے ذیل میں ابواب بندی کرتے ہوئے احادیث ذکر کی ہیں۔ان عنوانات میں سے ایک عنوان " كتاب علاماة النبوة " کا بھی ہے جو کہ کسی بھی " الجامع " کتاب میں موجود نہیں ہے۔ کتب حدیث کی قسم " المسند " میں امام شافعیؒ (المتوفی : ۲۰۴ھ) نے " كتاب علاماة النبوة " کا مستقل عنوان قائم کیاہے۔ مگراس میں بھی صرف دواحادیث پیش کی ہیں۔ (۸)

جبکہ اس کے علاوہ کہیں یہ عنوان ملتاہے تو کتاب مجمع الزوائد و منبع الفوائد ہے۔ مجمع الزوائد و منبع الفوائد کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ امام الہیثمیؒ نے اس کتاب میں " كتاب علاماة النبوة "کے عنوان کے تحت پچھتر ابواب قائم کیے ہیں جس میں احادیث کی تعداد ۴۶۹ ہے۔ ذخیرہ حدیث میں سوائے ان کتب کے جو بطور خاص دلائل کے موضوع میں لکھی گئی ہیں ایسی نظیر موجود نہیں ہے۔آگے بڑھنے سے پہلے امام الہیثمیؒ کے "مجمع الزوائد ومنبع الفوائد" میں منہج سے واقفیت ضروری معلوم ہوتی ہے۔

اسلوب و منہج امام الہیثمی

کتاب " مجمع الزوائد ومنبع الفوائد" میں امام الہیثمیؒ کا ابواب بندی، احادیث ذکر کرنے اور احادیث کی صحت و سقم کے بارے میں گفتگو کرنے کے حوالے سے اسلوب و منہج منفرد ہے۔

اسلوب ابواب بندی

امام الہیثمیؒ ترتیب زمانی کے طریقے کو اختیار کرتے ہوئے ابواب کے عنوانات قائم کرتے ہیں۔ اس دوران ایسی احادیث سے صرف نظر کرتے ہیں جن کی اس خاص باب سے تعلق کی نوعیت بدیہی یا واضح نہیں ہوتی بلکہ کسی خاص زاویے سے تعلق نکلتا ہے۔ چنانچہ ترتیب زمانی کی تکمیل کے بعد ذیلی عنوانات قائم کرتے ہوئے دیگر احادیث ذکر کرتے ہیں جس سے قاری کے ذہن میں شبہات کو جنم دیے بغیر انتہائی عمدگی سے احادیث متعلقہ موضوع میں بیان کر دیتے ہیں۔ امام الہیثمی کے منہج ابواب بندی کو درج ذیل نکات کی صورت بیان کیا جاسکتا ہے :

۱۔ امام الہیثمیؒ "کتاب" کے عنوان کے تحت موضوع کا مکمل احاطہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جیسا کہ "کتاب علاماۃ النبوۃ" کے عنوان کے تحت شمائل، دلائل اور خصائص کو لائے ہیں جس سے مقصد اصلی رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ کا بیان ہے۔

۲۔ موضوع کی تفصیل ابواب بندی کے تحت لاتے ہیں۔ جیسا کہ "کتاب علاماۃ النبوۃ" کے عنوان کے تحت پچھتر ابواب میں اس موضوع کا احاطہ کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

۳۔ ابواب بندی میں ترتیب کا خاص خیال رکھتے ہیں۔ جیسا کہ " كتاب علاماة النبوة " میں رسول اللہ ﷺ کی سیرت کو تاریخی ترتیب سے لائے ہیں۔ چنانچہ پہلا "باب في كرامة أصله صلى الله عليه وسلم" (رسول اللہ ﷺ کی پیدائشی شرافت کے بارے میں باب) لائے ہیں۔اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کے بچپن کے بارے میں "باب ما جاء في مولده ورضاعه وشرح صدره صلى الله عليه وسلم "(رسول اللہ ﷺ کی پیدائش، رضاعت اور شرح صدر کے بارے میں باب) قائم کیا ہے۔ پھر آپ ﷺ کی جوانی اور نبوت وغیرہ کے واقعات سے ہوتے ہوئے آپ ﷺ کے اس دنیا سے کوچ کرنے کی طرف بڑھتے ہیں اور " باب في وداعه صلى الله عليه وسلم " (رسول اللہ ﷺ کے اس دنیا سے کوچ کرنے کے

بارے میں باب) قائم کرتے ہیں۔اور آخر میں "باب فيما تركه صلى الله عليه وسلم" (رسول اللہ ﷺ کے ترکہ کے بارے میں باب) لائے ہیں۔ ترتیب ابواب بندی کی اس سے بہترین مثال کہیں اور نہیں ملتی۔

اگر ایک باب کے مختلف پہلو ہوں تو ہر پہلو کو الگ سے باب قائم کرکے بیان کرتے ہیں تاکہ اسے واضح کیا جاسکے۔جیسا کہ کتاب دلائل النبوۃ کے تحت "باب ما كان عند أهل الكتاب من أمر نبوته صلى الله عليه وسلم" (وہ دلائل جو اہل کتاب کے پاس رسول اللہ ﷺ کے نبوت سے متعلق تھے، کے بارے میں باب) لائے ہیں جس میں ان واقعات کا تذکرہ کیا ہے جو آپ ﷺ کی پیدائش سے پہلے آپ ﷺ کی نبوت سے متعلق پیش آئے یا جو آنحضور ﷺ کے سامنے پیش نہیں آئے جیسا کہ امام الہیثمیؒ نقل کرتے ہیں: عن المسور قال: إن أول خبر قدم علينا، عن رسول الله - صلى الله عليه وسلم - أن امرأة كان لها تابع، قال: فأتاها في صورة طير فوقع على جذع لهم، قال: فقالت: ألا تنزل لتخبرنا ونخبرك؟ قال: إنه قد خرج بمكة رجل حرم علينا الزنا». رواه أحمد والطبراني في الأوسط ورجاله وثقوا. (۹)

مِسوَر کہتے ہیں کہ آنحضور ﷺ کے بارے میں سب سے پہلی جو خبر ہم تک پہنچی تھی وہ یہ تھی کہ ایک عورت کے تابع ایک جن تھا۔ چنانچہ ایک دفعہ وہ اس کے پاس ایک پرندے کی شکل میں آیا اور ان کی دیوار پر بیٹھ گیا۔اس عورت نے کہا: کیا تم نیچے نہیں آؤگے تاکہ ہم آپ کو اپنی اور آپ ہمیں اپنی خبروں سے آگاہ کریں؟ اس نے کہا: میرے پاس خبر یہ ہے کہ مکہ میں ایک آدمی سامنے آیا ہے اس نے ہم پر زنا حرام کیا ہے۔اسے امام احمد نے روایت کیا ہے۔اور طبرانی نے اسے اوسط میں نقل کیا ہے۔اور اس کے راویوں کی توثیق کی گئی ہے۔

پھر اس باب کے بعد "باب منہ" کے عنوان کے تحت وہ واقعات لائے ہیں جو آپ ﷺ کے ساتھ پیش آئے اور آپ ﷺ نے اہل کتاب کے سامنے اپنی نبوت کو ثابت کیا۔ جیسا کہ امام الہیثمیؒ نقل کرتے ہیں: عن المسور قال: مر بي يهودي وأنا قائم خلف نبي الله - صلى الله عليه وسلم - والنبي - صلى الله عليه وسلم - يتوضأ، قال: فقال: ارفع - أو اكشف - ثوبه عن ظهره، قال: فذهبت أرفعه عن ظهره، قال: فنضح النبي - صلى الله عليه وسلم - في وجهي من الماء». رواه أحمد والطبراني، ورجاله ثقات. (۱۰)

مِسوَر نقل کرتے ہیں میرے سامنے سے ایک یہودی گزرا۔اس وقت میں آپ ﷺ کے پیچھا کھڑا تھا جب کہ آپ ﷺ وضو کررہے تھے۔ یہودی نے مجھ سے کہا کہ ان کی کمر سے کپڑا ہٹاؤ (تاکہ میں ان میں نبوت کی علامت تلاش کر سکوں) مِسوَر کہتے ہیں کہ جب میں آپ ﷺ کی کمر سے کپڑا ہٹانے لگا تو آپؐ نے میرے چہرے پر پانی پھینکا۔اسے امام احمد نے روایت کیا ہے۔اور طبرانی نے اسے اوسط میں نقل کیا ہے۔اور اس کے راویوں کی توثیق کی گئی ہے۔

امام الہیثمیؒ نے یہ دونوں ابواب سیرت النبی ﷺ کے مخصوص گوشے "دلائل النبوۃ" میں قائم کیے ہیں۔ علماء سیرت نے آنحضور ﷺ کی سیرت طیبہ میں سے تین گوشوں کو ان کی خاصیت کی وجہ سے مستقل عنوان دیا ہے اور اس پر مستقل کتب تصنیف کی ہیں۔

۱- دلائل النبوۃ:

لغوی حوالہ سے لفظ دلائل دلالۃ کی جمع ہے۔جس کا معنی علامت، نشانی، وغیرہ ہے۔ (۱۱) علماء سیرت دلائل نبویۃ ﷺ کے عنوان سے سیرت کے جس گوشے کو نمایاں کرتے ہیں وہ آنحضرت ﷺ کی نبوت کے سچا ہونے پر شاہد، واقعات و دلائل ہیں۔

مثلاً امام الہیثمی نے مجمع الزوائد ومنبع الفوائد میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے: عن ابن عمر قال: كنا مع رسول الله - صلى الله عليه وسلم - في سفر، فأقبل أعرابي فلما دنا قال له النبي - صلى الله عليه وسلم -: " أين تريد؟ ". قال: إلى أهلي. قال: " هل لك في خير؟ ". قال: وما هو؟ قال: " تشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأن محمدا عبده ورسوله ". قال: من شاهد على ما تقول؟ قال: " هذه الشجرة ". فدعاها رسول الله - صلى الله عليه وسلم - وهي بشاطئ الوادي فأقبلت تخد الأرض خدا، حتى جاءت بين يديه فاستشهدها ثلاثا، فشهدت أنه كما قال، ثم رجعت إلى منبتها ورجع الأعرابي إلى قومه وقال: إن يتبعوني آتيك بهم وإلا رجعت إليك فكنت معك». رواه الطبراني، ورجاله رجال الصحيح. ورواه أبو يعلى أيضا والبزار (۱۲)

رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہم ایک سفر میں تھے۔ دوران سفر سامنے سے ایک دیہاتی آتا دکھائی دیا۔ جب وہ رسول اللہ ﷺ کے قریب پہنچا تو آپ ﷺ نے اس سے کہا؛ کیا تم خیر چاہتے ہو؟ اس نے پوچھا کیسی خیر؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم گواہی دے دو کہ اللہ کے علاوہ کوئی الہ نہیں اور میں اس کا رسول ہوں۔ دیہاتی نے کہا: کیا تم اپنے رسول ہونے پر کوئی گواہ پیش کر سکتے ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں وادی میں لگا وہ درخت میرے رسول ہونے کی گواہی دے سکتا ہے۔ درخت وادی کے کنارے پر لگا ہوا تھا۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اس درخت کو بلایا تو وہ زمین کو چیرتا ہوا آیا۔ آپ ﷺ نے تین مرتبہ اس سے اپنے رسول ہونے کی گواہی طلب کی۔ اس نے گواہی دی۔ پھر آپ نے اسے واپس جانے کا کہا تو وہ اپنی جگہ پر واپس چلا گیا۔ یہ دیکھ کر دیہاتی نے کہا: میں اپنے قبیلے کو جا کر اسلام کی دعوت دوں گا۔ اگر وہ مان گئے تو ٹھیک وگرنہ میں آپ کے ساتھ آملوں گا۔

آپ ﷺ کی نبوت پر شاہد واقعات ودلائل بہت زیادہ ہیں۔ امام بیہقیؒ (المتوفی: ۴۵۶ھ) نے بعض علماء سے ان کی تعداد ایک ہزار کے قریب نقل کی ہے۔ جبکہ امام نوویؒ (المتوفی: ۶۷۶ھ) نے ان کی تعداد دو ہزار نقل کی ہے۔ علامہ ابن حجرؒ (المتوفی: ۸۵۲ھ) نے ایک حوالے سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے ہاتھ مبارک پر تقریباً ایک ہزار معجزات ظاہر ہوئے جبکہ دیگر دلائل نبوت اس کے علاوہ ہیں جن کی کل تعداد تین ہزار کے لگ بھگ ہے۔ (۱۳)

۲۔ خصائص النبی ﷺ:

سیرت کے باب کا دوسرا مخصوص گوشہ "الخصائص المحمدیہ" ہے۔ لغت میں خصائص (علی غیر القیاس) خاصیة کی جمع ہے اور خاصیت ایسی صفت کو کہا جاتا ہے جو کسی چیز میں ہمیشہ کے لیے موجود ہو اور اس چیز کو دوسری چیزوں سے ممتاز کرے۔ (۱۴)

اصطلاح سیرت میں خصائص النبی ﷺ وہ فن کہلاتا ہے جس میں علماء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ خصائص بیان کرتے ہیں جن سے آپ ﷺ اپنی امت اور دوسرے انبیاءؑ سے ممتاز ہوتے ہیں۔ (۱۵)

علماء سیرت نے خصائص النبی ﷺ کی دو قسمیں بیان کی ہیں:

اولاً: ایسے خصائص جن سے آپ دیگر انبیاءؑ سے ممتاز ہوتے ہیں۔ ان میں آپ یکتا ہیں کوئی نبی ان خصائص میں آپ کا شریک نہیں ہے۔ مثلاً امام الہیثمی نے امام طبرانی (المتوفی: ۳۶۰ھ) کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: عن أبي سعيد قال: قال رسول الله - صلى الله عليه وسلم -:أعطيت خمسا لم يعطها نبي قبلي: بعثت إلى الأحمر والأسود وإنما كان النبي يبعث إلى قومه، ونصرت بالرعب مسيرة شهر. وأطعمت المغنم ولم يطعمه أحد كان قبلي، وجعلت لي الأرض طهورا ومسجدا، وليس من نبي إلا وقد أعطي دعوة فتعجلها وإني أخرت دعوتي

شفاعة لأمتي، وهي بالغة إن شاء الله من مات لا يشرك بالله شيئا. رواه الطبراني في الأوسط وإسناده حسن. (۱۶)

مجھے پانچ ایسی چیزیں عطا کی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئیں۔ میں ساری دنیا کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں جب کہ مجھ سے پہلے نبی کسی خاص قوم کی طرف بھیجے جاتے تھے۔ایک مہینے کی مسافت تک میرے رعب کے ذریعے میری نصرت کی گئی ہے۔ غنیمت کا مال کھانا میرے لیے جائز قرار دیا گیا ہے جب کہ مجھ سے پہلے کسی بھی نبی کو اس کی اجازت نہ تھی۔اور میرے لیے زمین پاک اور مسجد قرار دی گئی ہے۔ ہر نبی کو ایک ایسی دعا کی اجازت دی گئی تھی جسے ضرور قبول ہونا تھا، چنانچہ اس نبی نے دنیا میں ہی وہ دعا مانگ لی جب کہ میں نے اس دعا کو آخرت کے لیے رکھ چھوڑا ہے اور وہ میری امت کے لیے میری شفاعت ہوگی اور اس سے ہر وہ شخص فیض یاب ہوگا جو شرک پر نہ مرا ہو۔

ثانیاً: وہ خصائص جن سے آپ اپنی امت سے ممتاز ہوتے ہیں۔ان میں کسی نبی کا شریک ہونا ممکن ہے۔(۱۷) مثلاً سورۃ الاحزاب میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کے لیے ایسی عورت کو حلال قرار دیا ہے جو اپنے آپ کو نبی کریم ﷺ کے لیے ہبہ کردے اور ساتھ ہی یہ بھی ارشاد فرمادیا گیا ہے کہ یہ معاملہ خالص نبی کریم ﷺ کے لیے ہے امت کے لیے نہیں ہے۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے "وامرأة مؤمنة إن وهبت نفسها للنبي إن أراد النبي إن يستنكحها خالصة لك من دون المؤمنين" (۱۸) (اے نبیؐ ہم نے آپ کے لیے حلال کردی ہے)وہ مومنہ عورت بھی جو اپنی ذات نبی ﷺ کے لیے ہبہ کرے، اگر نبی ﷺ اس سے نکاح کا ارادہ رکھتے ہوں۔یہ صرف آپ ﷺ کے لیے ہے نہ کہ مومنین کے لیے۔

۳۔ شمائل الرسول ﷺ:

سیرت النبی ﷺ کے باب کا تیسرا مخصوص گوشہ "شمائل الرسول ﷺ" کا گوشہ ہے اصطلاح میں شمائل اس علم کو کہا جاتا ہے جس میں نبی ﷺ کی من حیث البشر عادات حمیدہ کو بیان کیا جاتا ہے۔ علماء سیرت "شمائل النبی ﷺ" کے عنوان کے تحت کتب میں آنحضرت ﷺ کی طبعی وجبلی صفات کریمہ اور آپ کی من حیث البشر عادات حمیدہ کو بیان کرتے ہیں۔ مثلا: آپ ﷺ کی شکل مبارک کیسی تھی؟آپ کیسا لباس زیب تن فرماتے تھے؟آپ کیسا کھانا تناول فرمانا پسند کرتے تھے؟وغیرہ وغیرہ۔(۱۹)

امام الہیثمیؒ "مجمع الزوائد ومنبع الفوائد" میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں عن أنس قال: «كان رسول الله - صلى الله عليه وسلم - إذا مر في طريق من طرق المدينة وجد منه رائحة المسك قال: مر رسول الله - صلى الله عليه وسلم - في هذا الطريق». رواه أبو يعلى والبزار والطبراني في الأوسط إلا أنه قال: «كنا نعرف رسول الله - صلى الله عليه وسلم - بطيب رائحته إذا أقبل إلينا». ورجال أبي يعلى وثقوا. (۲۰)

رسول اللہ ﷺ جب مدینہ کے راستوں میں سے کسی راستے سے گزرتے تھے تو وہاں سے مشک کی خوشبو آیا کرتی تھی۔جس سے معلوم ہوتا تھا کہ رسول اللہ ﷺ اس راستے سے گزر کر گئے ہیں۔

کتاب علاماۃ النبوۃ میں امام الہیثمیؒ نے دلائل النبوۃ اور الخصائص کے عنوان سے تو مستقل ابواب قائم کیے ہیں مگر شمائل کے عنوان سے کوئی باب قائم نہیں کیا مگر کتاب علاماۃ النبوۃ میں اس موضوع سے متعلق ابواب "باب صفته صلى الله عليه وسلم"، "باب منه في صفته وطيب رائحته صلى الله عليه وسلم"، "باب في سره وعلانيته صلى الله عليه وسلم"، "باب في أسمائه صلى الله عليه" کے عنوان سے موجود ہیں۔

اسلوبِ سند و متن

علامہ الہیثمیؒ سند ذکر نہیں کرتے۔احادیث کی ابتدا صحابی سے کرتے ہوئے متن ذکر کرتے ہیں۔البتہ متن ذکر

کرنے کے بعد سند کے حوالے سے گفتگو کرتے ہوئے سند پر بحث کرتے ہیں۔ مثلاً کتاب علاماۃ النبوۃ کی پہلی حدیث یوں نقل کرتے ہیں: عن ابن عباس {وتقلبك في الساجدين} [الشعراء: ۲۱۹] قال: من صلب نبي إلى نبي حتى صرت نبيا. اس کے بعد اس پر ان لفظا سے تبصرہ کرتے ہیں۔ رواہ البزار، ورجالہ ثقات. (۲۱) اسے بزار نے روایت کیا ہے اور اس کے رجال ثقہ ہیں۔

یہی اسلوب حدیث کا سقم بیان کرنے کے حوالے سے بھی اپناتے ہوئے نظر آتے ہیں جیسا کہ "باب في كرامة أصله صلى الله عليه وسلم" کے تحت نقل کرتے ہیں: عن ابن عباس - رضي الله عنهما - قال: قال رسول الله - صلى الله عليه وسلم -: «إن الله تعالى قسم الخلق-------- ثم جعل القبائل بيوتا فجعلني في خيرها بيتا فذلك قوله: {إنما يريد الله ليذهب عنكم الرجس أهل البيت ويطهركم تطهيرا} [الأحزاب: ۳۳]». کے بعد ان الفاظ سے تبصرہ کرتے ہوئے نظر آتے ہیں رواه الطبراني، وفيه يحيى بن عبد الحميد الحماني وغسان بن ربعي وكلاهما ضعيف. (۲۲) اس میں یحیٰ بن عبد الحمید الحمانی اور غسان بن ربعی دونوں ضعیف ہیں۔

متن حدیث میں امام الہیثمی کا عمومی اسلوب یہ ہے کہ اگر کسی حدیث کا تعلق ایک سے زائد ابواب سے بنتا ہو تو ایک باب میں اس حدیث کا مکمل متن ذکر کرتے ہیں اور بقیہ ابواب میں اس حدیث کی طرف اشارہ کر دیتے ہیں۔ جیسا کہ کتاب الحج میں باب فی الخطبۃ یوم عرفۃ کے عنوان کے تحت حدیث جابرؓ لائے ہیں: عن جابر قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ما من أيام أفضل عند الله من أيام عشر ذي الحجة ". قال: فقال رجل: يا رسول الله، هي أفضل أم عدتهن جهاد في سبيل الله؟ (۲۳)۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ کے نزدیک عشرہ ذی الحجہ کے ایام سے افضل کوئی دن نہیں ہیں۔ جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پھر ایک آدمی نے پوچھا: کیا یہ ایام افضل ہیں یا اللہ کے راستے میں جہاد؟

چنانچہ آگے باب في المحافظة على الصلاة لوقتها کے عنوان کے تحت جب اس حدیث کے ذکر کرنے کی ضرورت محسوس کی تو اس کا تذکرہ یوں کیا: عن جابر أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: " أفضل أيام الدنيا أيام العشر وقد تقدم بطوله. (۲۴)

یہاں حدیث کا اتنا ہی حصہ نقل کیا جس کی ضرورت تھی اس کے بعد پچھلے باب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ یہ حدیث تفصیل کے ساتھ پہلے ذکر کی جا چکی ہے۔

لیکن اگر حدیث یا کسی صحابی کی اہمیت وجلالت شان کا اظہار مقصود ہو تو ہر ہر مقام پر مکمل متن ذکر کرتے ہیں۔ جیسا کہ کتاب التفسیر میں کیف یفسر القرآن کے عنوان کے تحت نافع بن الارزق کے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے کیے جانے والے سوالات کا متن فإذا أناس قيام يسألونه عن التفسير، يقولون: يا أبا عباس، ما تقول في كذا وكذا، فيقول: هو كذا وكذا. فقال له نافع بن الأزرق---- (۲۵) کے الفاظ سے مکمل ذکر کیا ہے۔ چنانچہ جب مناقب حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کا باب قائم کیا تو وہاں بھی مکمل متن ذکر کیا۔ پہلے مقام پر قرآن کریم کی تفسیر کے اسلوب کی اہمیت کے پیش نظر وہاں حدیث کا مکمل متن ذکر کرنا ضروری تھا جب کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی من حیث المفسر اہمیت کو اجاگر کرنے کے لیے بھی مکمل متن کا تذکرہ ضروری تھا۔

متن کے حوالے سے علامہ الہیثمیؒ کا ایک اہم اسلوب یہ ہے کہ اگر ایک مآخذ سے حدیث نقل کرتے ہوئے ان کی

نظر کسی ایسے جزپر ہو جس میں اسی متن سے متعلق مزید تفصیل ہو تو اسے بھی نقل کر دیتے ہیں جیسا کہ کتاب علاماۃ النبوۃ میں باب (فی وداعہ صلی اللہ علیہ وسلم) کے عنوان کے تحت رسول اللہ ﷺ کے اس دنیا سے جانے کے احوال میں متن حدیث ان الفاظ پر ختم ہو رہا ہے "ثم قال عمر: يا أيها الناس، هذا أبو بكر، وهو ذو شيبة المسلمين فبايعوه. فبايعوه" پھر حضرت عمرؓ نے کہا: یہ ابو بکرؓ ہیں، یہ مسلمانوں کے سردار ہیں۔ان کی بیعت کرنے میں جلدی کرو۔ چنانچہ اس واقعے کا بقیہ حصہ مسند احمد اور ابو یعلی وغیرہ میں موجود ہے۔امام الہیثمیؒ اسے وہاں سے نقل کرتے ہیں فقال فدخل أبو بكر فقال: كيف ترين؟ قلت: غشي عليه، فدنا منه فكشف عن وجهه، فقال: يا غشياه! ما أكون هذا الغشي ----(۲۶)

حکمِ حدیث کا اسلوب

امام الہیثمیؒ حدیث پر حکم لگانے کے حوالے سے تین طریقہ کار اختیار کرتے ہیں:

۱:۔ توثیق و تضعیف میں "ثقات ابن حبان" اور "ميزان الذهبي" پر اعتماد کرتے ہیں۔ جیسا کہ باب إن الله لا ينام میں حدیث نمبر ۲۷۳ نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: رواه أبو يعلى، وفيه أمية بن شبل، ذكره الذهبي في الميزان،ولم يذكر أن أحدا ضعفه، وإنما ذكر له هذا الحديث وضعفه به. والله أعلم. قلت: ذكره ابن حبان في الثقات.(۲۷)

اس روایت میں امیہ بن شبل ہے جسے امام ذہبی نے میزان میں ذکر کیا ہے اور کسی ایک محدث سے بھی اس کی تضعیف نقل نہیں کی۔کہ ابو یعلی نے یہ روایت نقل کرنے کے بعد اس راوی کو ضعیف قرار دیا ہے۔۔۔۔ میں کہتا ہوں کہ ابن حبان نے اسے ثقات میں ذکر کیا ہے۔

۲:۔ اگر کسی مقام پر صرف ابن حبان سے توثیق جب کہ دیگر محدثین سے تضعیف منقول ہو تو "وَثَّقَهُ ابْنُ حِبَّانَ" کے الفاظ ذکر کرتے ہیں۔ جیسا کہ حدیث نمبر ۱۴۰۹۲ میں احمد بن بکر البالسی راوی کی توثیق کو ابن حبان سے نقل کیا ہے۔ عامۃ المحدثین اور امام الہیثمی محض ابن حبان (المتوفی: ۳۵۴ھ) پر اعتماد کے حوالے سے مختلف الرائے ہیں۔عامۃ المحدثین ایسی روایت پر توقف اختیار کرتے ہیں جس کی توثیق محض ابن حبان سے منقول ہو،خاص طور پر ایسی روایت کو بالکل نہیں لیتے جس کے راوی سے فرد واحد روایت کر رہا ہو اور ابن حبان سے اس کی توثیق منقول ہو۔جب کہ امام الہیثمیؒ ابن حبان کی ان توثیقات کو لے لیتے ہیں جن میں ابن حبان نے راوی کے بارے میں کان متقنا یا کان مستقیم الحدیث (وہ ثقہ تھے یا ان کی احادیث کمزور تھیں) جیسے الفاظ سے تبصرہ کیا ہو۔اسی طرح اس راوی کی روایت پر بھی ابن حبان کی توثیق پر اعتماد کرتے ہیں جو کہ ابن حبان کے شیوخ میں سے ہو یا راوی کثیر الحدیث ہو اور ابن حبان اس سے احادیث لیتے ہوں۔اسی طرح ابن حبان کی توثیق پر اعتماد وہاں بھی برقرار رہتا ہے جہاں سیاق کلام سے معلوم ہو کہ ابن حبان اس راوی کو بذات خود اچھی طرح جانتے تھے۔(۲۸)

۳:۔ سند پر از خود بحث کرتے ہیں۔اور اس میں ان کا اسلوب عامۃ المحدثین کے اسلوب سے قدرے مختلف ہے۔ عامۃ المحدثین کے طریقے کے برعکس امام الہیثمیؒ احادیث کی طرف حکم کی نسبت کرتے ہوئے یوں نہیں کہتے ہذا حدیث حسن /ہذا حدیث ضعیف (یہ حدیث حسن ہے یا یہ حدیث ضعیف) ہے بلکہ حکم کی نسبت سند کی طرف کرتے ہیں اور یوں کہتے ہیں کہ یہ سند صحیح ہے یا یہ سند سقیم ہے

۔جیسا کہ باب معجزته صلى الله عليه وسلم في الطعام وبركته فيه کے عنوان کے تحت حدیث نقل کرتے ہیں :عن علي قال:جمع رسول الله - صلى الله عليه وسلم - من بني عبد المطلب...حتى إذا كان في الثالثة ضرب

بيده على يدي -(۲۹)

حدیث نقل کرنے کے بعد اس پر ان الفاظ سے تبصرہ کرتے ہوئے نظر آتے ہیں رواه كله الطبراني باسنادين وإسناده حسن (امام طبرانی نے ان احادیث کو دو سندوں سے نقل کیا ہے۔اس کی سندیں حسن ہیں)۔امام الہیثمیؒ کا یہ طریقہ کار ان کی حدیث سے انتہائی محبت وعقیدت کا پتا دیتا ہے۔

اسی طرح سند پر حکم لگانے کے دوران رجال صحیح میں سے ان کا علیحدہ سے ذکر کرتے ہیں جن پر کلام ہوا ہوتا ہے ۔ جیسا کہ باب معجزتہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الطعام وبرکتہ فیہ میں روایت نقل کرتے ہیں :عن أم مالك الأنصارية أنها جاءت بعكة سمن إلى رسول الله - صلى الله عليه وسلم - فأمر رسول الله - صلى الله عليه وسلم - بلالا فعصرها اس کے بعد اس پر ان الفاظ سے بحث کرتے ہیں : رواه الطبراني، وفيه راو لم يسم، وعطاء بن السائب اختلط، وبقية رجاله رجال الصحيح(۳۰) . اسے طبرانی نے نقل کیا ہے۔اس میں ایک راوی کا نام ذکر نہیں کیا گیا۔اور عطاء بن السائب مختلط الحدیث ہیں۔اور بقیہ رجال رجال صحیح ہیں۔

جبکہ اگر کسی راوی کا وضاع ہونا بیان کرنا مقصد ہو تو" وهو متهم بهذا الحديث" کے الفاظ نقل کرتے ہیں۔(۳۱) اسی طرح "اختلاط راوی"کے باب میں قبل الاختلاط اور بعد الاختلاط فرق کرتے ہیں اور یوں کہتے ہیں کہ راوی فلاں حدیث میں ثقہ ہے اور اس کے علاوہ فلاں حدیث میں ضعیف ہے وغیرہ۔(۳۲)

امام الہیثمیؒ کی خاص اصطلاحات

امام الہیثمیؒ نے محدثین کے عمومی منہج سے ہٹ کر اپنی خاص اصطلاحات بھی قائم کی ہیں۔چنانچہ مجمع الزوائد ومنبع الفوائد میں بعض خاص اصطلاحات ملتی ہیں جو کہ محدثین کے عمومی منہج میں کہیں بھی نظر نہیں آتیں۔بلکہ بعض اصطلاحات ایسی بھی ہیں جن میں محدثین کے عمومی منہج کی رو سے بظاہر "اجتماع ضدین" نظر آتا ہے۔جیسا کہ بعض احادیث نقل کرنے کے بعد "مرسل صحیح "کے الفاظ ملتے ہیں۔چونکہ حدیث مرسل ضعیف ہوتی ہے اسے صحیح نہیں کہا جاسکتا اس لیے طالب علم کے لیے امام الہیثمی کے مصطلحات سمجھے بنا بعض غلط فہمیوں کو جنم دیتا ہے۔امام الہیثمی کے مصطلحات درج ذیل نکات کی صورت پیش کیے جارہے ہیں :

اگر کسی حدیث پر" مرسل صحیح" ہونے کا حکم لگائیں تو اس سے مراد ایسی مرسل ہوتی ہے جس کے رجال ثقہ ہوں۔جیسا کہ باب مناقب الزبير بن العوام رضي الله عنه روایت وعن هشام بن عروة قال: أسلم الزبير، وهو ابن ست عشرة سنة، ولم يتخلف عن غزوة غزاها رسول الله - صلى الله عليه وسلم - وقتل وهو ابن بضع وستين سنة، وهو من البصرة علی نحو کے بعد ہے رواہ الطبرانی، وہو مرسل صحیح ۔چنانچہ بعض مقامات پر اس کی وضاحت مُرسَلٌ صَحِیحُ الِاسْنَادِ کے الفاظ سے بھی موجود ہے جیسا کہ باب غزوة بدر روایت وعن عروة قال: نزل جبريل عليه السلام يوم بدر على سيما الزبير، وهو متعجر بعمامة صفراء. رواه الطبراني، وهو مرسل صحيح الإسناد(۳۳)۔

- اگر " رجالہ رجال الصحیح "کے الفاظ نقل کریں تو اس سے مراد صحیحین کے راوی ہوتے ہیں۔
- اگر " اسنادہ ضعیف" کے الفاظ نقل کریں تو اس سے مقصود سند میں ایک سے زائد ایسی علتوں کی موجودگی کی طرف اشارہ ہوتا ہے جو سند کو ضعیف کر سکتی ہیں۔
- اگر رواہ الطبرانی کے الفاظ ذکر کریں تو اس سے مراد امام طبرانی کی معاجم ثلاثہ میں سے " معجم کبیر" ہوتی ہے۔
- اگر رجالہ وثقوا کے الفاظ ذکر کریں تو اس سے مراد محض ابن حبان کی توثیق ہوتی ہے۔یا روات کی توثیق وتضعیف

کے دونوں پہلوؤں کی طرف اشارہ ہوتا ہے، یعنی بعض محدثین سے ان کی توثیق جب کہ دیگر سے تضعیف منقول ہوتی ہے۔

- اگر کسی راوی کے بارے میں وہو متہم بہذاالحدیث کے الفاظ سے تبصرہ کریں تو یہ اس بات کی طرف اشارہ ہوتا ہے کہ مذکوہ راوی نے یہ حدیث خود سے گھڑی ہے۔ (۳۴)

خلاصۂ بحث:

رسول اکرم ﷺ کی سیرت طیبہ ایک وسیع موضوع ہے جس میں آپ ﷺ کی تاریخ شخصی کے مختلف پہلوؤں کو بیان کیا جاتا ہے مگر "سیرت النبی ﷺ" کے عنوان سے اسے ایک ہی موضوع میں بند کرنے سے آپ ﷺ کی زندگی کے تمام گوشے ممتاز ہو کر قاری کے سامنے آپانا صرف مشکل ہی نہیں ہے بلکہ ناممکن بھی ہے۔ علما امت نے اس لیے آپ ﷺ کی زندگی کے کچھ گوشوں کو بطور خاص مزید موضوعات میں تقسیم کیا ہے، جس میں آپ ﷺ کی من حیث البشر سیرت کو "شمائل النبی ﷺ"، آپ ﷺ کی نبوت کے سچا ہونے کے دلائل اور واقعات کو "دلائل النبوۃ" اور آپ ﷺ کی نبوت کے وہ خصائص جن سے آپ ﷺ دوسرے انبیاء اور امت سے ممتاز ہوتے ہیں، کو "خصائص النبی ﷺ" کے عنوان سے الگ الگ موضوعات میں قلم بند کیا ہے۔ ان موضاعات پر مستقل تصانیف موجود ہیں۔ کتب حدیث میں یہ موضوعات مختلف ابواب کی صورت موجود ہیں لیکن حدیث کی کتاب "مجمع الزوائد ومنبع الفوائد" کو ان میں الگ اور نمایاں مقام حاصل ہے۔ کتاب "مجمع الزوائد ومنبع الفوائد" میں عمومی طور پر امام الہیثمی ان گوشوں کو "کتاب علامات النبوۃ" کے عنوان کے تحت لائے ہیں۔ جس میں دلائل کے عنوان کے تحت ۱۸۶ اور خصائص کے عنوان کے تحت ۲۸۳ احادیث ہیں جس میں خصائص النبی ﷺ کے ذیل میں شمائل الرسول کا بھی ذکر موجود ہے جو کہ یقیناً سیرت کے ان مخصوص گوشوں سے متعلق ایک بڑا ذخیرہ ہے۔ موضوع سیرت میں بطور خاص شمائل، دلائل اور خصائص کے باب میں کتاب "مجمع الزوائد ومنبع الفوائد" ایک جزء لاینفک کی حیثیت رکھتی ہے۔ جس میں وسیع ذخیرہ حدیث کے علاوہ مصنف کتاب کے منہج واسلوب کا عمل دخل اہمیت کا حامل ہے۔

حوالہ جات وحواشی

(۱) محمود طحان، ابو حفص محمود بن احمد بن النعیمی، تیسیر مصطلح الحدیث، مکتبۃ المعارف للنشر والتوزیع طبع دہم ۱۴۲۵ھ-۲۰۰۴م (ص: ۲۰۸)

(۲) علوش، ابو عبد اللہ، عبد السلام بن محمد، علم زوائد الحدیث دراسۃ ومنہج ومصنفات دار ابن الحزم طبع اول ۱۹۹۲ء: (ص: ۱۹، ۱۸).

(۳) ایضاً: (ص: ۳۷، ۳۶).

(۴) الہاشمی، ابوالفضل، محمد بن محمد بن محمد، تقی الدین ابن فہد العلویؒ (المتوفی: ۸۷۱ھ) لحظ الالحاظ بذیل طبقات الحفاظ، دار الکتب العلمیۃ طبع اول ۱۴۱۹ھ-۱۹۹۸م (ص: ۱۳۱).

(۵) الہیثمی، ابوالحسن نورالدین علی بن ابی بکر بن سلیمان، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد مکتبۃ القدسی، القاہرۃ ۱/۷

(۶) ایضاً۱/۶.
(۷) الکتانی، محمد بن ابی الفیض، ابو عبد اللہ الشہیر جعفر بن إدریس الحسنی الادریسی (المتوفی: ۱۳۴۵ھ) الرسالۃ المستطرفۃ لبیان مشہور کتب السنۃ المشرفۃ، طبع ہشتم ۱۴۲۱ھ-۲۰۰۰م، دار البشائر (ص: ۱۷۲).
(۸) الشافعی، ابو عبد اللہ محمد بن ادریس بن العباس بن عثمان بن شافع، (المتوفی: ۲۰۴ھ)، مسند الشافعی ترتیب السندی، دار الکتب العلمیۃ، بیروت - لبنان ۱۳۷۰ھ--۱۹۵۱م ۲/ ۱۸۶.
(۹) الہیثمی، ابو الحسن نور الدین علی بن ابی بکر بن سلیمان، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد مکتبۃ القدسی، القاہرۃ ۸/ ۲۴۳.
(۱۰) ایضاً۸/ ۲۳۴.
(۱۱) احمد مختار، عبد الحمید، ڈاکٹر، معجم اللغۃ العربیۃ المعاصرۃ، عالم الکتب، طبع اول، ۱۴۲۹ھ، ۲۰۰۸م، ۱/ ۶۴۷.
(۱۲) الہیثمی، ابو الحسن نور الدین علی بن ابی بکر بن سلیمان، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد مکتبۃ القدسی، القاہرۃ ۸/ ۲۹۲.
(۱۳) البیہقی، احمد بن الحسین بن علی بن موسی، الخُسْرَوجِردی، الخراسانی، ابو بکر، دلائل النبوۃ، دار الکتب العلمیہ، طبع اول، ۱۴۰۵ھ بیروت، ص: ۸۷.
(۱۴) احمد مختار، عبد الحمید، ڈاکٹر، معجم اللغۃ العربیۃ المعاصرۃ، عالم الکتب، طبع اول، ۱۴۲۹ھ، ۲۰۰۸م، ۱/ ۶۵۲.
(۱۵) ابن طولون، محمد بن علی، الدمشقی، الصالحی، الحنفی، مرشد المحتار الی خصائص المختار ، دار الکتب العلمیۃ ، بیروت، ۲۰۰۷، ص: ۲۶.
(۱۶) الہیثمی، ابو الحسن نور الدین علی بن ابی بکر بن سلیمان، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد مکتبۃ القدسی، القاہرۃ ۸/ ۲۶۹.
(۱۷) ابن طولون، محمد بن علی، الدمشقی، الصالحی، الحنفی، مرشد المحتار الی خصائص المختار ، دار الکتب العلمیۃ ، بیروت، ۲۰۰۷، ص: ۲۶.
(۱۸) القرآن، سورۃ الاحزاب آیت نمبر ۳۳.
(۱۹) الحضرمی، عبد اللہ بن سعید بن محمد عبادی، الشحاری، ثم المراوعی، ثم المکی، منتہی السول علی وسائل الوصول إلی شمائل الرسول: دار المنہاج، ۱۴۱۰ھ، ۱/ ۳۲، ۳۱.
(۲۰) الہیثمی، ابو الحسن نور الدین علی بن ابی بکر بن سلیمان، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد مکتبۃ القدسی، القاہرۃ ۸/ ۲۸۲.
(۲۱) ایضاً۸/ ۲۱۴.
(۲۲) ایضاً۸/ ۲۱۵.
(۲۳) ایضاً۳/ ۲۵۳.
(۲۴) ایضاً۴/ ۱۷.
(۲۵) ایضاً۶/ ۳۰۳.
(۲۶) ایضاً۹/ ۳۲.
(۲۷) الدرویش، عبد اللہ محمد، بغیۃ الرائد فی تحقیق مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، دار الفکر، بیروت لبنان ۱/ ۴۶.
(۲۸) ایضاً۱/ ۴۷.

(۲۹) ایضاً۸/ ۳۰۲.

(۳۰) الہیثمی، ابوالحسن نورالدین علی بن ابی بکر بن سلیمان، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد مکتبۃ القدسی، القاہرۃ۸/۳۰۹.

(۳۱) ایضاً۱/ ۴۷.

(۳۲) ایضاً۱/ ۴۶.

(۳۳) الہیثمی، ابوالحسن نورالدین علی بن ابی بکر بن سلیمان، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد مکتبۃ القدسی، القاہرۃ۶/ ۸۴.

(۳۴) ایضاً۱/ ۵۰.

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆